

Anayetullah Ansari

Assistant Professor Department of URDU

RBGR Collage Maharajganj SIWAN Bihar

Contact No. 9031431678 / 6201471567

Email:anayetullahansari@rediffmail.com

"NAZM SAQI-NAMA KA TANQEEDI JAYEZA"

By "DR. ALLAMA IQBAL "

BA URDU (Hons) Part-II (Paper-IV)

”نظم ساقی نامہ کا تنقیدی جائزہ“

”ساقی نامہ“ علامہ اقبال کی بہترین اور خوبصورت نظموں میں سے ایک ہے۔ جس میں سلاست، روانی، غنائیت اور جاذبیت ہر شے بدرجہ اتم موجود ہے۔ اس نظم پر رائے زنی کرتے ہوئے اردو کے مشہور ناقد ”جناب کلیم الدین احمد“ فرماتے ہیں۔

”یہ ایک بہت ہی لطیف، پیچیدہ، رنگین، توانا نظم ہے اور اس میں

نقش و آہنگ کی ایسی فنکارانہ گونج ہے جو اردو نظموں میں اس سے قبل ناپید ہے۔“

کلیم صاحب کا یہ اعتراف بجا اور درست ہے کیونکہ اس نظم میں خیالات و

افکار کی پیشکش اتنے دلکش انداز میں ہوئی ہے کہ نظم بے ساختہ دل میں اترتی چلی جاتی ہے۔ اقبال نے نظم

ساقی نامہ کی تخلیق اپنے درس خودی کو عام کرنے کی غرض سے کیا ہے۔ نظم کا آغاز کچھ یوں ہوتا ہے۔

ہوا خیمہ زن کروان بہار

ارم بن گیا دامن کو ہسار

موسم بہار کے اس خوبصورت منظر کی سیر کراتے ہوئے اقبال اس جانب ہماری توجہ مبذول کراتے ہیں کہ ہماری زندگی کا بھی کچھ یہی انداز ہے۔ وہ زمان و مکان کی ہر رہ گزر سے تو گذرتی ہے لیکن وہ کہیں سکون پذیر نہیں ہوتی۔ بہار کے ان دلکش مناظر میں اقبال اس بصیرت کو بھی پالیتے ہیں جو وہ اپنی امیدوں کے مرکز ملت اسلامیہ کی نئی نسل کو منتقل کرنا چاہتے ہیں۔
رکے جب تو سیل چیر دیتی ہے یہ

پہاڑوں کے دل چیر دیتی ہے یہ

ذرا دیکھ اے ساقی! لالہ فام

سناتی ہے یہ زندگی کا پیام

”ساقی نامہ“ میں اقبال نے زندگی کے فلسفے کو اس خوبصورت اور دلفریب انداز میں پیش کیا ہے کہ پڑھنے والا اس کی سحر میں ڈوبتا چلا جاتا ہے۔ ”اقبال“ کی نظر میں زندگی پیہم رواں رہنے کا نام ہے جب کی رک اور ٹھہر جانے کا نام موت ہے۔
سمجھتا ہے تو راز ہے زندگی

فقط ذوق پرواز ہے زندگی

بہت اس نے دیکھے ہیں پست و بلند

سفر اس کو منزل سے بڑھ کر پسند

اقبال اس نظم میں اپنے فکری اساس یعنی فلسفہء خودی کو اتنے بہترین اور دلپذیر

انداز میں پیش کرتے ہیں کہ پڑھنے والے کہ دل پر ان کی اس فکر کا ہر نقش مرتب ہو جاتا ہے۔

خودی کیا ہے؟ راز درون حیات

خودی کیا ہے؟ بیداریء کائنات

ازل اس کے پیچھے ابد سامنے

نہ حد اس کے پیچھے نہ حد سامنے

زمانے کے موجوں میں بہتی ہوئی

ستم اس کے موجوں کی سہتی ہوئی

اس نظم میں آگے چل کر اقبال خدا کے حضور یہ مخلصانہ دعا کرتے ہیں کہ یا خدا دوبارہ اس امت

میں زندگی کی اصل روح کو بیدار کر دے اس کی عظمت رفتہ اس کو دوبارہ واپس دلادے۔ اس کے وجود

میں سوزدروں اور شعلہء محبت ایک بار پھر بھڑک اٹے تاکہ وہ اس سے اپنے نشاۃ ثانیہ کا سامان کر سکے۔

یہ اشعار ملاحظہ ہوں۔

شراب کہن پھر پلا ساقیا

وہی جام گردش میں لاساقیا

مجھے عشق کے پر لگا کر اڑا

میری خاک جگنو بنا کر اڑا

خرد کو غلامی سے آزاد کر

جوانوں کو پیروں کا استاد کر

تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے

دل مرتضیٰ سوز صدیق دے

جوانوں کو سوز جگر بخش دے

مرا عشق میری نظر بخش دے

اس نظم میں اقبال نے دلکش تشبیہات اور استعارات کی مدد سے جو خوبصورت منظر نگاری کی ہے وہ قبل داد ہے۔ اس نظم میں انھوں نے کئی نئی علامتوں کا بھی بڑی ہی فنکاری سے استعمال کیا ہے۔ مثلاً ممولاً، شہباز، گرداب، نفس، تلوار وغیرہ۔ نظم ساقی نامہ کا اسلوب بے حد جاندار، سادہ اور پرکشش ہے۔ اور پھر مناسب بحر کے انتخاب نے اس میں نغمگی اور غنائیت کوٹ کوت کر بھر دی ہے۔ نظم میں روانی اور تسلسل کا عالم یہ ہے کہ گویا ”لہو کی ہے گردش رگ سنگ میں“۔

بیشک اقبال کی نظم ساقی نامہ ایک

ایسی نظم ہے جس کو پڑھنے کے بعد قاری بھی ان ہی کیفیات سے دوچار ہو جاتا ہی جن کیفیات سے ایک مئے خوار مئے نوشی کے بعد ہوتا ہے۔ بلاشبہ اقبال کی ساقی نامہ اور دو شعری ادب کا بہترین فن پارہ ہے جس پر جتنا فخر کیا جائے کم ہے۔

